70224 ـ وكيل كے ذريعہ طلاق دينا

سوال

اگر ميں اپنى بيوى كو كينڈا كے قانون كے مطابق يعنى وكيل كے ذريعہ طلاق دوں تو كيا يہ كافى شمار ہوگى، يا كہ مجھے اسلامى طريقہ سے بھى بيوى كو طلاق دينا ہوگى، يعنى ميرے ليے اسے اى ميل ليٹر وغيرہ ارسال كرنا ضرورى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اگر كوئى شخص اپنى بيوى كو سنت كے مطابق طلاق دينا چاہتا ہے تو وہ اسے ايسے طہر ميں ايك طلاق دے جس ميں اس نے بيوى نے جماع نہ كيا ہو، يا پھر حاملہ ہونے كى صورت ميں طلاق دے، اور پھر اسے چھوڑ دے حتى كہ اس كى عدت ختم ہو جائے.

اس كى عدت ختم ہونے كى صورت ميں اسے بينونت صغرى حاصل ہو جائيگى، اور وہ اس سے نئے مہر اور نئے نكاح كے بغير واپس نہيں لا سكتا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" طلاق سنت كا معنى يہ ہے كہ وہ طلاق جو اللہ سبحانہ و تعالى اور اس كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كے حكم كےمطابق و موافق ہو...

وہ طلاق يہ ہے كہ اس طہر ميں طلاق دى جائے جس ميں بيوى سے جماع نہ كيا ہو پھر اسے چھوڑ ديا جائے حتى كہ اس كى عدت پورى ہو جائے، اس ميں كوئى اختلاف نہيں ہے كہ جس طہر ميں جماع نہ كيا ہو اس ميں طلاق دے كر بيوى كو چھوڑ ديا جائے حتى كہ اس كى عدت ختم ہو جائے تو اس نے سنت كے مطابق عمل كيا.

يہ اس عدت كے ليے طلاق ہے جس كا اللہ سبحانہ و تعالى نے حكم ديا ہے، ابن عبد البر اور ابن منذر كا قول يہى ہے...

امام احمد رحمہ اللہ كہتے ہيں:

طلاق سنى يہ ہے كہ ايك بار طلاق دے كر بيوى كو چھوڑ ديا جائے حتى كہ وہ تين حيض پورے كرے، امام مالك،

اوزاعی اور شافعی اور ابو عبید کا بھی یہی قول ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 278).

طلاق کے لیے طلاق کے الفاظ بولنا ضروری ہیں، یا پھر نیت کے ساتھ طلاق کے کلمات لکھے جائیں، چاہے طلاق کا کاغذ بیوی کو ارسال کیا جائے یا ارسال نہ کیا جائے، زبان سے الفاظ اور کاغذ پر نیت کے بغیر لکھنا ہی طلاق کے لیے کافی نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" طلاق کے الفاظ کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن دو جگہوں واقع ہو جاتی ہے:

پہلی:

جو کلام کرنے کی استطاعت ہی نہ رکھتا ہو اور کلام پر قادر نہ ہو، مثلا گونگا شخص جب اشارہ سے طلاق دے تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائیگی، امام مالك اور امام شافعی اور اصحاب الرائے کا یہی قول ہے، اس میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں...

دوسری جگہ:

جب طلاق لکھے اگر تو اس نے طلاق کی نیت کی تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائیگی، امام شعبی اور نخعی اور زہری اور حکم اور ابو حنیفہ اور مالك کا قول یہی ہے، اور امام شافعی سے یہی بیان کیا گیا ہے "

دیکھیں: المغنی (7 / 373).

طلاق میں وکیل بنانا جائز ہے، وہ اس طرح کہ خاوند کسی دوسرے شخص کو کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے تجھے وکیل بنایا، یا پھر عورت کو وکیل بنائے کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے، چنانچہ اگر وکیل نے یا پھر بیوی نے اپنے آپ کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع ہو جائیگی.

لیکن خاوند کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو تین طلاق دینے کا وکیل بنائے، بلکہ وہ صرف ایك طلاق میں ہی وکیل بنا سکتا ہے؛ کیونکہ خاوند کے لیے تین طلاقیں دینا جائز نہیں، تو پھر اس کا وکیل بالاولی نہیں دے سکتا.

بیوی کو طلاق دینے کے لیے وکالت کا پیشہ رکھنے والا شخص آپ کا وکیل ہے.

اس بنا پر اگر وکیل طلاق کے الفاظ بولے یا آپ کے قائم مقام ہو کر طلاق کے کلمات لکھے تو اس میں کوئی حرج

نہیں اور اس سے طلاق واقع ہو جائیگی، اور آپ کو طلاق کے الفاظ بولنے یا لکھ کر بیوی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں.

واللہ اعلم .